بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین درج ذیل سوالات کے بارے میں:

۱ – کیا مروان بن حکم صحابی تھے؟ نیز ان کے والد حکم کے بارے میں بھی بتائیے کہ وہ صحابی تھے یا نہیں؟

۲ – ترمذی اور طحاوی شریف میں مس ذکر والے مسئلہ میں فریق مخالف کو جواب دیتے ہیں کہ یہ روایت مروان سے مروی ہے اور وہ سب علی کرم اللہ وجہہ کی وجہ سے فاسق ہے، جبکہ دار العلوم دیوبند کے فتوی کے مطابق مروان ثقہ ہیں؟

۳ – ہماری کتابوں میں اکثر خلفائے راشدین کے بعد عدل وانصاف میں حضرت عمر بن عبد العزیز کا ذکر آتا ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں آتا۔ کیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں عدل وانصاف نہیں تھا؟

عبد الباقی

متعلم دورہ حدیث شریف، جامعہ عبد اللہ بن عمر، لاہور

۲۵/۳/۱۴۴۵ھ = ۱۲/۱۰/۲۰۲۳ء

الجواب باسم ملھم الصواب

۱ – راجح قول کے مطابق مروان بن الحکم بن ابی العاص اموی صحابی نہیں، نہ رؤیتا، نہ روایتا۔ بلکہ تابعی ہے۔ صحابہ کرام کے تذکرے پر مشتمل بعض کتب میں مروان بن حکم کا ذکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہونے کی وجہ سے احتمالِ رؤیت کی بنا پر ضمنا اور تبعا آیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ احتمالِ رؤیت سے وقوعِ رؤیت لازم نہیں آتا۔ اس کے لیے مستقل دلیل کی ضرورت ہے۔ واذ لیس فلیس۔ اسی لیے علماء نے اس کے صحابی نہ ہونے کی تصریح کی ہے۔ بلکہ خود مروان سے قول منقول ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسے اپنے صحابی نہ ہونے کا اعتراف ہے۔ اور اس کے والد حکم بن ابی العاص کا ذکر صحابہ میں کیا گیا ہے۔ ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں انھیں صحبت کا ادنی حصہ ملا ہے۔

مروان بن الحكم بن أبي العاص بن أمية بن عبد شمس بن عبد مناف القرشي الأموي.

يكنى أبا عبد الملك. ولد على عهد رسول ﷺ سنة اثنتين من الهجرة. وقيل: عام الخندق. وقال مالك: ولد مروان بن الحكم يوم أحد. وقال غيره: ولد مروان بمكة. ويقال: ولد بالطائف، فعلى قول مالك توفي رسول الله ﷺ وهو ابن ثمان سنين أو نحوها، ولم يره لأنه خرج إلى الطائف طفلا لا يعقل . (الاستيعاب في معرفة الأصحاب لابن عبد البر: رقم الترجمة :٢٣٧٠)

مروان بن الحكم بن أبي العاص بن أمية بن عبد شمس بن عبد مناف القرشي الأموي ، أبو عبد الملك. وهو ابن عم عثمان، وكاتبه في خلافته. .... وقصة إسلام أبيه ثابتة في الفتح لو ثبت أنّ في تلك السنة مولده لكان حينئذ مميزا، فيكون من شرط القسم الأول، لكن لم أر من جزم بصحبته، فكأنه لم يكن حينئذ مميزا، ومن بعد الفتح أخرج أبوه إلى الطّائف وهو معه فلم يثبت له أزيد من الرؤية. ....

وقيل: إن أمه لما ولد أرسلت به إلى النبي صلّى اللَّه عليه وآله وسلم ليحنّكه. وهذا مشكل على ما ذكروه في سنة مولده، لأنه إن كان قبل الهجرة فلم تكن أمه أسلمت، وإن كان بعدها فإنّها لم تهاجر به، والنبي صلّى اللَّه عليه وآله وسلم إنّما دخل مكّة بعد الهجرة عام القضية، وذلك سنة سبع، ثم في الفتح سنة ثمان، فإن كان ولد حينئذ بعد إسلام أبويه استقام، لكن يعكّر على من زعم أنه كان له عند الوفاة النبوية ست سنين أو ثمان أو أكثر، وكان مع أبيه بالطّائف إلى أن أذن عثمان للحكم في الرجوع إلى المدينة، فرجع مع أبيه . (الإصابة في تمييز الصحابة لابن حجر : رقم الترجمة : ٨٣٣٧)

٦٥٦٧- مروان ابن الحكم ابن أبي العاص ابن أمية أبو عبد الملك الأموي المدني

ولي الخلافة في آخر سنة أربع وستين ومات سنة خمس في رمضان وله ثلاث أو إحدى وستون سنة لا تثبت له صحبة من الثانية . (تقريب التهذيب لابن حجر: ٦٥٦٧)

ومات رسول الله - ﷺ - ولم يره . (جامع المسانيد والسنن لابن كثير : ٣٧٢/٧ ، ترجمة مروان)

قال الترمذي سألت محمدا يعني البخاري قلت له : مروان بن الحكم رأى النبي ﷺ ؟ قال لا . (تحفة التحصيل لرواة المراسيل : ص٢٩٨)

ومروان لم يسمع من النبي ﷺ وهو من التابعين . (سنن الترمذي : حديث ٣٠٣٣)

ولم يسمع النبي - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -، ولا رآه . (تهذيب الأسماء واللغات للنووي : ٨٧/٢ ، ترجمة مروان)

وأما مروان فلم تصح له صحبة. (عمدة القاري : ٣٧/١٠) ومروان تابعي . (عمدة القاري : ١٨٦/١٨)

وأيضا فقد يكون أبوه (أي أبو مروان) حج مع الناس، فرآه (أي فرآى مروان النبي ﷺ) في حجة الوداع، ولعله قدم إلى المدينة. فلا يمكن الجزم بنفي رؤيته للنبي - صلى الله عليه وسلم . (منهاج السنة النبوية لابن تيمية : ٢٤٦/٦)

وقد ثبت عنه أنه قال لما طلب الخلافة فذكروا له ابن عمر، فقال: ليس ابن عمر بأفقه مني، ولكنه أسن مني، وكانت له صحبة. فهذا اعتراف منه بعدم الصحبة. (عمدة القاري : ١٨٦/١٨)

الحكم بن أبي العاص بن أمية بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصي القرشي الأموي، عم عثمان بن عفان، وأبو مروان بن الحكم، كان من مسلمة الفتح . (الاستيعاب في معرفة الأصحاب لابن عبد البر : رقم الترجمة : ٥٢٩) وانظر الإصابة في تمييز الصحابة : رقم الترجمة : ١٧٨٦

الحكم بن أبي العاص بن أمية الأموي أبو مروان ابن عم أبي سفيان.يكنى: أبا مروان. من مسلمة الفتح، وله أدنى نصيب من الصحبة. (سير أعلام النبلاء : ۱۰۷/۲)

۲ – مروان بن حکم کو اس کے کاموں کی وجہ سے فاسق کہا گیا ہے۔ جیسے مثلا حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنا، خلیفہ برحق حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بغاوت کرنا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا کہنا وغیرہ وغیرہ۔ اور مروان کا یہ کام کرنا واقعتا ثابت ہے۔رہا آخرت کا معاملہ سو وہ اللہ تعالی کے علم میں ہے۔

عن قيس بن أبي حازم، قال: «رأيت مروان بن الحكم حين رمى طلحة بن عبيد الله يومئذ فوقع في ركبته فما زال يسبح إلى أن مات» (المستدرك للحاكم :رقم الحديث: ٥٥٩١ / صححه الذهبي) وينظر الإصابة في تمييز الصحابة : ٤٣٢/٣ ، ترجمة طلحة بن عبيد الله ﷺ

قال يحيى بن بكير، وخليفة بن خياط، وأبو نصر الكلاباذي : إن الذي قتل طلحة، مروان بن الحكم . (تاريخ الإسلام للذهبي : ٢٠٠/٣)

بويع له بمكة سنة أربع وستين، بعد ثلاثة أشهر منها، وأجمع عليه المسلمون كلهم من إفريقية إلى خراسان، حاشا شرذمة ابن الأعرابية بالأردن، فوجه إليهم رسوله مروان بن الحكم ليأخذ بيعتهم بعد أن بايعه مروان ابن الحكم. فلما ورد عليهم خلع الطاعة، وهو أول من شق عصا المسلمين بلا تأويل ولا شبهة، وبايعه أهل الأردن، وخرج على ابن الزبير، وقتل النعمان بن بشير، أول مولود في الإسلام من الأنصار، صاحب رسول الله ﷺ، بحمص . (جوامع السيرة لابن حزم : ص٣٥٩ ، ولاية عبد الله بن الزبير بمكة)

ولا يذكر ابن الزبير لكونه معدودا في الصحابة، ولا مروان بن الحكم لكونه بويع له بعد بيعة ابن الزبير، وكان ابن الزبير أولى منه فكان هو في مقام غاصب . (كشف المشكل من حديث الصحيحين لابن الجوزي : ٤٥٠/١)

فإنه (أي مروان بن الحكم) خارج على ابن الزبير باغ، فلا يصح عهده إلى ولديه، إنما تصح إمامة عبد الملك من يوم قتل ابن الزبير. (تاريخ الإسلام للذهبي : ٦٨/٦)

ومذهب أهل الحق أن بن الزبير كان مظلوما وأن الحجاج ورفقته كانوا خوارج عليه . (شرح النووي على مسلم : ٩٩/١٦)

ثم هو (أي عبد الله بن الزبير ﷺ) كان الإمام بعد موت معاوية بن يزيد لا محالة، وهو أرشد من مروان بن الحكم، حيث نازعه بعد أن اجتمعت الكلمة عليه، وقامت البيعة له في الآفاق وانتظم له الأمر . (البداية والنهاية لابن كثير : ٣٧٤/٨)

قوله لا يزال الدين أي الولاية إلى أن يلي اثنا عشر خليفة ثم ينتقل إلى صفة أخرى أشد من الأولى وأول بني أمية يزيد بن معاوية وآخرهم مروان الحمار وعدتهم ثلاثة عشر ولا يعد عثمان ومعاوية ولا بن الزبير لكونهم صحابة فإذا أسقطنا منهم مروان بن الحكم للاختلاف في صحبته أو لأنه كان متغلبا بعد أن اجتمع الناس على عبد الله بن الزبير صحت العدة وعند خروج الخلافة من بني أمية وقعت الفتن العظيمة والملاحم الكثيرة حتى استقرت دولة بني العباس فتغيرت الأحوال عما كانت عليه تغيرا بينا . (فتح الباري : ٢١٢/١٣)

قال مروان: ما كان في القوم أدفع عن صاحبنا من صاحبكم - يعني عليا- عن عثمان، قال: فقلت: ما بالكم تسبونه على المنابر! قال: لا يستقيم الأمر إلا بذلك. رواه ابن أبي خيثمة بإسناد قوي . (تاريخ الإسلام للذهبي : ١٣٤/٣)

وعن عمير بن إسحاق قال: "كان مروان أميرا علينا سنين، فكان يسب عليا - رضي الله عنه- كل جمعة على المنبر، ثم عزل مروان، واستعمل سعيد بن العاصي سنين، فكان لا يسبه، ثم عزل سعيد، وأعيد مروان، فكان يسبه . ... رواه إسحاق بن راهويه، ورواته ثقات. (إتحاف الخيرة المهرة للبوصيري : ٨٢/٨ ، ٨٣)

السنة الخطبة بعد العيدين، وتلقاه الأمة بالقبول، وخالفها مروان، فإنه كان يهجو في خطبته علياً. (العرف الشذي : ۲/۳۵)

مس ذکر سے نقض وضو کے قائلین کی سب سے مضبوط دلیل حدیث بسرۃ رضی اللہ عنہا ہے۔ اور یہ تابعی عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ کی مرسل روایت ہے۔ یہاں حنفیہ پر شبہ ہوا کہ مرسل تمہارے نزدیک حجت ہے تو یہاں اس پر عمل کیوں نہیں کرتے؟ اس کا ایک یہ جواب دیا گیا کہ مرسل کی حجیت کے قاعدے میں یہ قید بھی ہے کہ ساقط راوی کا حال معلوم نہ ہو، جب کہ یہاں ایسے نہیں۔ کیونکہ غیر معلوم راوی مروان بن حکم کا بھیجا ہوا شرطی ہے اور مروان اور اس کے پیروؤں کا فسق ظاہر و باہر ہے، لہٰذا یہ مرسل حنفیہ کے اصول حدیث کی رو سے ثابت نہیں۔ یہ تو مس ذکر کے مسئلے میں اس مقام کی مختصر تقریر ہوئی۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی (متوفی ۱۳۲۳ھ) قدس سرہ فرماتے ہیں:

ولو سلم أنه (أي مروان) كان معتبرا في باب الروايات ولم يكن يكذب فيها فحال هذا الشرطي غير معلوم. فإن قيل مرسل التابعي عندكم مقبول فمالكم لاتعتبرون بما أرسله عروة؟ قلنا هذا عندنا إذا لم يعلم حال المتروك. وأما إذا علم كما فيما نحن فيه فلا. ومن المعلوم أن فسق مروان وأتباعه أظهر من الشمس وأبين من الأمس. (الكوكب الدري : ۱/۱۱۳)

پس مروان بن الحکم ہر چند کہ مبتدع فاسق تھا۔۔۔ (باقیات فتاوی رشیدیہ: ص۵۳۹)

رہا مروان بن حکم کی ثقاہت کا قول، سو دار العلوم دیوبند کی ویب سائٹ پر سوال # ۴۲۶۵۶ عنوان: مروان بن حکم کون ہے؟ کے جواب میں قاضی ابن عربی (متوفی ۵۴۳ھ) کی العواصم من القواصم (۱/۸۹، عدالۃ مروان) کے حوالے سے لکھا ہے:

"مروان صحابہ، تابعین اور فقہاء المسلمین کے نزدیک عادل اور امت کے عظیم اشخاص میں ہیں"۔ انتہی۔ اس بارے میں ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ قاضی ابن عربی خود ناصبی ہے، اس لیے اس کا یہ قول ہمارے لیے قابلِ استناد نہیں اور کوئی دلیل اس دعوی کی مذکور نہیں۔ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی (متوفی ۱۲۳۹ھ) ناصبی فرقے کے بارے میں فرماتے ہیں:

نواصب فرقہ جدا ست ورائے خوارج، در مغرب وشام بسیار بودہ اند۔ ومتوکل عباسی ووزیر او وعلی بن جہم از جملہ نواصب است۔۔۔۔ ونواصب محض عداوت امیر المؤمنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ وذریت طاہرہ او شعار خود دارند۔ واز متاخرین حافظ مغربی نیز ناصبی است۔ (فتاوی عزیزی: ۱/۱۰۷ بحوالہ حادثہ کربلا کا پس منظر: ص ۳۳۶، مجموعہ رسائل ثلاثہ حضرت مولانا محمد عبد الرشید نعمانی)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، ان کے بیٹے یزید اور مروان بن حکم وغیرہ کو ان کے درجے سے بڑھانا اور حضرت علی، حضرت حسین، حضرت عبد اللہ بن زبیر وغیرہ رضی اللہ عنہم کو ان کے درجے سے گرانا اور ان پر طعن کرنا، یہ ایک بدعت ہے۔ اسے مروانیت یا یزیدیت یا ناصبیت کہا جاتا ہے۔ یہ شیعیت یا رافضیت کے برعکس ہے۔ جمہور اہل سنت والجماعت اکابرین دیوبند کے معتدل موقف پر مضبوطی سے قائم رہنا ضروری ہے۔ حضرت مولانا محمد عبد الرشید نعمانی (متوفی ۱۴۲۰ھ) رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بغض عثمان پر خوارج وروافض کا دونوں کا اتفاق ہے۔ بغض علی نواصب کی خصوصیت ہے۔ اور بغض شیخین روافض کی۔ (ناصبیت تحقیق کے بھیس میں: ص ۱۹ حاشیہ) اور فرماتے ہیں: نواصب، ناصبیہ اور اہل نصب تاریخ میں ان لوگوں کا لقب ہے جنہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ان کی آل واصحاب کے خلاف بغض وعداوت کا علم کر رکھا تھا۔۔۔۔ اس فرقہ نواصب کو شیعہ مروانیہ، وشیعہ امویہ اور شیعہ عثمانیہ بھی کہا جاتا ہے۔ مشرق میں جب بنی عباس کے ہاتھوں بنی امیہ کی حکومت کا خاتمہ ہوا تو اس کے ساتھ ہی اس فرقہ کا خاتمہ ہو گیا۔۔۔ برصغیر تو ان کے وجود سے شروع ہی سے پاک چلا آتا تھا، تا آنکہ حال میں محمود احمد عباسی امروہی نے خلافت معاویہ ویزید لکھ کر اس فتنے کو نئے سرے سے ہوا دی۔ (حادثہ کربلا کا پس منظر: ص ۱۲۶، ۱۲۷ بتغییر) نیز دیکھیے: تاریخ امت مسلمہ: ۲/۳۱۴ – ۳۱۶، مروانیوں اور ناصبیوں کا تعارف۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں مروان بن حکم سے روایت لی ہے۔ اس پر اعتراض ہو گیا کہ یہ مطعون ہے اس سے کیوں روایت لی؟ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے مقدمہ فتح الباری کی فصل: الفصل التاسع في سياق أسماء من طعن فيه من رجال هذا الكتاب میں مروان بن الحکم کا ذکر کر کے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے مختلف عذر پیش کیے ہیں۔ اس سے بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ مروان کا کیا پایہ ہے کہ اس سے روایت لینا محل اعتراض ہو گیا!

۳۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں اور حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ تابعی ہیں۔ اس لحاظ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا درجہ ظاہر ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ سے بہت بلند ہے۔ تاہم عدل وانصاف کے پہلو سے بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور خلافت حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دور سے بدرجہا فائق تھا۔ اگر ہماری کتابوں میں کسی جگہ عدل وانصاف میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بجائے حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی مثال دی گئی ہے تو اس کی کوئی اور وجہ ہو گی۔ جیسے مثلاً کسی خاص واقعے کا زیادہ مشہور ہو جانا، یا بہت تھوڑے عرصے میں حکومتی بگاڑ کی اصلاح کر دینا وغیرہ۔ بہر حال اس سے حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دور کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور سے عدل وانصاف میں بڑھا ہوا ہونا نہ مقصود ہے، نہ لازم۔

كنا عند الأعمش فذكروا عمر بن عبد العزيز وعدله، فقال الأعمش: " فكيف لو أدركتم معاوية ؟ قالوا: يا أبا محمد، يعني في حلمه؟ قال: لا والله، ألا بل في عدله " (السنة للخلال : ٤٣٧/٢)

عن مجاهد، قال: " لو رأيتم معاوية لقلتم: هذا المهدي " (السنة للخلال : ٤٣٨/٢)

حدثني الفضل بن جعفر، قال: يا أبا عبد الله، أيش تقول في حديث قبيصة عن عباد السماك عن سفيان: " أئمة العدل خمسة: أبو بكر وعمر وعثمان وعلي وعمر بن عبد العزيز "، فقال: هذا باطل. يعني ما ادعى على سفيان، ثم قال: أصحاب رسول الله ﷺ لا يدانيهم أحد، أصحاب رسول الله ﷺ لا يقاربهم أحد ". (السنة للخلال : ٤٣٦/٢)

علي بن خشرم قال: سمعت بشر بن الحارث، يقول: سئل المعافى وأنا أسمع، أو سألته: معاوية أفضل أو عمر بن عبد العزيز؟، فقال: «كان معاوية أفضل من ستمائة مثل عمر بن عبد العزيز» (السنة للخلال : ٢/٤٣٥)

ونقل أبو علي الغساني الجياني أن عبد الله بن المبارك المذكور سئل: أيهما أفضل: معاوية بن أبي سفيان أم عمر بن عبد العزيز فقال: والله إن الغبار الذي دخل في أنف معاوية مع رسول الله ﷺ أفضل من عمر بألف مرة، صلى معاوية خلف رسول الله ﷺ فقال : سمع الله لمن حمده، فقال معاوية: ربنا ولك الحمد، فما بعد هذا ؟

نیز دیکھیے : تاریخ امت مسلمہ : ۲/ ۳۹۳، ۳۹۴، امن وامان کا قیام اور عدل وانصاف کی فراہمی

-------------------------- واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

الجواب صحیح
بندہ محمد ۔۔۔ عفی عنہ

محمد نوید خان

دار الافتاء جامعہ عبد اللہ بن عمر، لاہور

دار الافتاء
جامعہ عبد اللہ بن عمر
فتویٰ نمبر ۷/۶

محمد طارق محمود عفی عنہ

محمد طارق محمود

دار الافتاء جامعہ عبد اللہ بن عمر، لاہور

۱۷/۴/۱۴۴۵ھ - ۳/۱۱/۲۰۲۳ء

اس موضوع پر استفادے کے لیے مولانا حمزہ احسانی صاحب سے رابطہ کیا تھا۔ انھوں نے مولانا اسماعیل ریحان صاحب اور مولانا مجیب الرحمن صاحب کے مضامین بھیجے تھے۔ ان سے بھی اس فتوی میں مدد لی گئی ہے۔

نیز جواب کا مسودہ مولانا اسماعیل ریحان صاحب کو بھی دکھایا تھا۔ انھوں نے پسند فرمایا اور جو ترمیم تجویز کی تھی اس کے مطابق تبدیلی کی گئی ہے۔

طارق

۵/۵/۱۴۴۵ھ - ۲۰/۱۱/۲۰۲۳ء